اسلام میں بیوی اور شوہر کے حقوق

حجۃ الاسلام مولانا محمد صحفی صاحب
مترجم: مولانا فضل حق صاحب

(آخری قسط)

مغرب کے فلسفیوں کے نظریات کی ایک جھلک ملاحظہ فرمایئے:

سموئیل اسمائلز کہتا ہے:

''اگر چہ مرد کی صفات اور امتیازات کا تعلق اس کی سوچ بچار سے ہے اور عورت کے اوصاف اور خصوصیات کا تعلق اس کے قلب سے ہے لیکن ضروری ہے کہ مرد اپنے قلب کی تربیت اپنی سوچ بچار کی مانند کرلے اور عورت پر بھی واجب ہے کہ اپنی فکر کی تربیت اپنے قلب کی طرح کرے۔ بدنیت اور فاسد دل کا مالک مرد ایک جاہل اور معمولی عورت کی طرف ایک متمدن معاشرے میں بے اہمیت ہوتا ہے۔ جو عورت اور مرد صحت مند اور پاکیزہ اخلاق کے مالک بننا چاہیں انھیں چاہئے کہ اپنے تمام فکری اور اخلاقی پہلوؤں کی تربیت اور پرورش کی کوشش کریں کیونکہ اگر مرد شفقت اور دوسروں کی حالت کا احساس کرنے سے عاری ہو تو وہ ایک حقیر، بے فائدہ اور خودغرض ہستی ہے اور عورت خواہ کتنی ہی خوبصورت ہو اگر وہ عقل و ہوش نہ رکھتی ہو تو وہ ایک ایسی گڑیا کی مانند ہے جسے لباس پہنا دیا گیا ہو۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ عورت کی خصوصیات اس کے دوسروں سے روابط قائم کرنے کے موقع پر اور اس کے جذبات اور محبت کے ذریعے ظاہر ہوتی ہیں۔

عورت ایک نرس ہے جسے بنی نوع انسان کی پرورش پر مقرر کیا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ کمزور اور ناتواں بچوں کی نگہداشت کرتی اور فطری رجحان کی بنا پر انھیں مہر و محبت کی آغوش میں پالتی ہے۔ عورت گھر کا محافظ فرشتہ ہے اور اپنے حسن سیرت اور نیک کردار کی بدولت خاندان کے لئے ایسا آرام و آسائش فراہم کرتی ہے جو اخلاق اور نیک خصلتوں کو قوت بخشتی ہے اور ان کی پرورش کرتی ہے۔ عورت فطرتاً اور اپنی طبعی ساخت کی وجہ سے شریف، مہربان، حوصلہ مند اور ایثار پسند ہوتی ہے اور اس کی پُرمحبت آنکھوں سے امید اور اعتماد کا نور جھلکتا ہے۔ یہ نور جہاں کہیں چمکے بیکسوں کو امید بخشتا ہے اور غم زدہ اور مصیب کے مارے لوگوں کو تسلی دیتا ہے۔

معاشرے کے ہمیشہ پاک و پاکیزہ رہنے کے لئے ضروری ہے کہ مرد اور عورت کی تربیت کی مابین توازن قائم رہے کیونکہ عورت کی طہارت اور عفت اور مرد کی طہارت اور تقویٰ ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں اور دونوں پر اخلاقی قوانین کا برابر برابر اطلاق ہوتا ہے لہٰذا اگر معاشرہ اخلاقی عیوب سے پاک رہنا چاہے تو ضروری ہے کہ اس کی عورتیں اور مرد پرہیزگار اور اخلاقی فضیلت کی حامل ہوں اور جو عمل ضمیر اور اخلاق کی تعلیمات کے منافی ہو دونوں اس سے پرہیز کریں اور اسے ایک ایسا مہلک زہر سمجھیں جو ایک دفعہ بدن میں داخل ہو کر

پھر خارج نہیں ہوگا اور اس کے برے اثرات آئندہ زندگی کی سعادت اور خوش بختی کو زائل کردیں گے۔

مرد کے خوشگوار متاہلانہ زندگی گزارنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی بیوی سے روحانی یک جہتی رکھتا ہو لیکن عورت کے لئے یہ ہرگز مناسب نہیں کہ وہ مرد کی ہی بدلی ہوئی شکل ہو اور ہر بات میں اس کی تقلید کرے کیونکہ جس طرح عورت یہ نہیں چاہتی کہ اس کے شوہر کے اخلاق اور اطوار عورتوں جیسے ہوں اسی طرح مرد بھی یہ بات پسند نہیں کرتا کہ اس کی بیوی کی عادات مردوں جیسی ہوں۔

عورت کے فضائل اور خوبیاں اس کی عقل و فکر میں نہیں بلکہ دل اور جذبات میں ہیں اور مرد اس کی عقل اور معلومات سے نہیں بلکہ اس کی مہربانی اور شفقت سے فائدہ اٹھاتا ہے اور لذت حاصل کرتا ہے۔''

الیوزونڈل ہلمز کہتا ہے:

''ہم عقلی اور فکری قوتیں رکھنے والی عورت کے مقابلے میں اس عورت کی جانب زیادہ مائل ہوتے ہیں جو مشفقانہ جذبات کی مالک ہو۔

مرد کبھی کبھی اپنے آپ سے اس قدر بیزار ہو جاتے ہیں کہ وہ ان تمام صفات اور خصوصیات کی تعریف کرتے ہیں جو خود ان سے مختلف ہوں۔''

وہ مزید کہتا ہے: ''اگر کوئی شخص مجھ سے اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم کی دلیل مانگے تو میں اسے جواب دوں گا کہ اللہ کی رحمت اور عنایت کی دلیل ہمارے حق میں وہ عجیب اختلاف ہے جو مرد اور عورت کے مزاج کی افتاد میں پیدا کیا گیا ہے تاکہ اس کے وسیلے سے ان کا ایک دوسرے سے مل جل کر رہنا ممکن ہو سکے۔''

ہنری تبیلو رکہتا ہے:

''ایک اچھی عورت کو ایسی صفات اور عادات کا مالک ہونا چاہئے کہ وہ گھر کو مرد کے لئے راحت اور آسائش کا مقام بنادے اور یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ عورت میں اتنی قابلیت ہو کہ مرد کو گھر کا انتظام چلانے کی زحمت سے فارغ کردے اور بالخصوص اسے قرضے کے خطرے سے محفوظ رکھے۔ نیز عورت کو چاہئے کہ مرد کے سامنے پسندیدہ شکل میں آئے کیونکہ مرد کی پسند اس کی باطنی طبیعت سے مکمل ارتباط رکھتی ہے اور اس کے بغیر کوئی محبت بھی پیدا نہیں ہوسکتی۔ ایک ایسی زندگی میں جس کے ساتھ تکالیف اور آلام بھی پیوستہ ہیں اگر گھر پیار اور محبت کا مقام نہ ہو تو وہ یقینا آرام اور راحت کی جگہ بھی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ فکر و روح کی آسائش فقط مہر و محبت کے دامن میں ہی ممکن ہے۔

مرد اپنی بیوی سے دل رُبائی اور بناؤ سنگار سے زیادہ عقل و ہوش، خوش و خرم طبیعت اور روشن خیالی کی توقع رکھتا ہے اور تند و تیز عشق، جذباتی پن اور سرکش احساسات کے مقابلے میں اس کی دلی مہربانی کی جانب زیادہ مائل ہوتا ہے۔

متاہلانہ زندگی بسر کرنے والے اشخاص کا دستور زندگی ''صبر اور شکیبائی'' ہوتا ہے۔ یہ زندگی حکومت کی مانند اپنی ایک مخصوص سیاست رکھتی ہے اور شادی شدہ شخص کو ''کچھ لو کچھ دو'' کے اصول پر عمل کرنا پڑتا ہے۔ اس کو بات ماننی بھی پڑتی ہے اور منع بھی کرنا پڑتا ہے۔ اسے صبر اور حوصلے سے کام لینا پڑتا ہے۔ انسان کے لئے یہ لازم نہیں کہ دوسروں کے احساسات کے معاملے میں اندھا بن جائے اور انھیں نہ دیکھے۔ اس کے برعکس ضروری ہے کہ وہ درگزر اور چشم پوشی کی قوت رکھتا ہو اور جو

کچھ دیکھے اسے نرمی اور مہربانی سے برداشت کرے۔

ازدواجی زندگی میں تمام صفات اور عادات میں سے معتدل مزاجی سب سے زیادہ مفید، ضروری اور دیرپا ہوتی ہے اور اگر یہ پسندیدہ خصلت خودداری سے وابستہ ہو تو انسان کو حوصلے اور بردباری کا عادی بنادیتی ہے اور وہ اس بات کا خوگر ہو جاتا ہے کہ سختیوں اور خلاف مزاج باتوں کے مقابلے میں حوصلے سے کام لے اور اگر کوئی سخت الفاظ سنے تو جواب نہ دے اور چپ چاپ بیٹھا رہے حتیٰ کہ دوسرے فریق کا غصہ ٹھنڈا پڑ جائے۔

یہ جو کہا گیا ہے کہ نرم جواب غصے کے شعلے کو بجھا دیتا ہے، اس کا اطلاق سب سے زیادہ ازدواجی زندگی پر ہوتا ہے۔

انگریزی کی مشہور مثل ہے کہ: لڑکیاں جال بنانے میں مہارت رکھتی ہیں لیکن ان کی بہتری اس میں ہے کہ پنجرہ بنانے کا طریقہ سیکھیں۔

مردوں کو عموماً پرندوں کی طرح جال میں آسانی سے پھنسایا جاسکتا ہے لیکن پرندوں ہی کی طرح ان کی نگہداشت بھی بے حد مشکل اور دقت طلب ہے۔ اگر عورت اپنے گھر کو یوں نہ سنوار سکے کہ وہ مرد کے لئے سب سے زیادہ آراستہ اور مسرت انگیز جگہ ثابت ہو اور مرد دن بھر کی محنت کے بعد خوش خوش وہاں جانے پر آمادہ ہو تو اس بدنصیب مرد کی حالت پر آنسو بہانے چاہئیں اور درحقیقت اسے ایک بے خانماں شخص سمجھنا چاہئے۔ کوئی عقل مند شخص فقط عورت کے حسن و جمال کی خاطر اس سے رشتۂ ازدواج قائم نہیں کرتا۔ یہ درست ہے کہ شروع شروع میں عورت کی خوبصورتی مرد کو اس پر فریفتہ کرنے کا بڑا مؤثر ذریعہ ہوتی ہے لیکن بعد میں اس کی زندگی میں کسی نفوذ اور تاثیر کی حامل نہیں ہوتی۔ بلاشبہ ہمارا یہ مقصد نہیں کہ خوبصورتی کی مذمت کریں یا اس کی قدر و قیمت کو گھٹانے کی کوشش کریں کیونکہ چہرے اور جسم کی خوبصورتی عموماً صحت مند مزاج کی علامت ہوتی ہے۔ دراصل جو بات ہم کہنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ ایک ایسی حسین و جمیل عورت سے شادی کرنا جو اخلاقی اور روحانی خوبیوں سے عاری ہو ایک بہت بڑی غلطی ہے جس کی تلافی ہرگز ممکن نہیں۔

ظاہری زیبائش ایک نہ ایک دن مرجھا جاتی ہے اور اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں رہتی۔ اس کے برعکس معنوی حسن اور خوبی ہر صورت میں ہمیشہ شاداب اور دل کش رہتی ہے اور جوں جوں وقت گزرتا ہے اس کی رونق اور دلفریبی گھٹنے کے بجائے بڑھتی رہتی ہے۔ شادی ہوئے جب ایک سال گزر جاتا ہے تو مرد اور عورت میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کے حسن صورت کے بارے میں نہیں سوچتا بلکہ اس کے برعکس دونوں ایک دوسرے کے خُلق اور طور طریقوں پر توجہ دیتے ہیں۔''

دوتوکوپل کہتا ہے: ''مرد کو اپنی زندگی میں ایک نیک سیرت اور بااخلاق بیوی سے بڑھ کر کوئی سہارا میسر نہیں آسکتا۔ میں نے اپنی زندگی میں ایسے کمزور اور ناتواں اشخاص بھی دیکھے ہیں جنھوں نے اجتماعی امور میں بڑے عظیم کارنامے انجام دیئے ہیں اور اس کی وجہ بھی یہی تھی کہ ان کی بیویاں لائق اور بااخلاق تھیں جنھوں نے ازدواجی ذمہ داریاں انجام دیتے وقت اپنے شوہروں کی روحانی معاونت کی اور انھیں غلطیوں سے محفوظ رکھا۔''

جو کچھ اب تک بیان کیا گیا وہ بیوی اور شوہر کے حقوق کے بارے میں اسلامی تعلیمات کا ایک نمونہ تھا۔ اب بحث کے خاتمے پر ہم بیویوں اور شوہروں کے کچھ حقوق کی فہرست دیتے ہیں اور ان کی تفصیل اور ایک دوسرے کے

حقوق کا ذکر مفصّل کتابوں پر چھوڑ دیتے ہیں:

۞ شوہر پر واجب ہے کہ اپنی بیوی کو جانے پہچانے معیار کے مطابق اخراجات مہیا کرے۔ ان اخراجات میں لباس، خوراک، گھر کا ساز وسامان، خدمت گار اور دوسری تمام ضروریات زندگی شامل ہیں جو عورت کو اس کی حیثیت کے مطابق دی جانی چاہئیں۔

۞ ضروریات زندگی مہیا کرنے میں بیوی کو تکلیف اور عسرت میں مبتلا نہ کرے اور آرام وآسائش کے وسائل اسے فراہم کرے۔

۞ بیوی کی عزت واحترام کرے اور اسے دُکھ نہ دے۔

۞ بیوی کو ایسے کام کرنے کو نہ کہے جو اس کے لئے مناسب اور اس کی شایان شان نہ ہوں مثلاً تجارت، زراعت وغیرہ بلکہ گھر کے کام مثلاً کپڑے دھونے، کھانا پکانے اور بچوں کو صاف ستھرا رکھنے کی ذمہ داری بھی اس پر نہ ڈالے البتہ عورت کے لئے مستحب ہے کہ گھر کے کام اور شوہر اور اولاد سے متعلق خدمات انجام دے۔

۞ بیوی کی غلطیوں اور لغزشوں کو نظر انداز کرے اور اسے معاف کر دے اور اس کی بداخلاقیوں پر (اگر وہ کبھی کبھی بداخلاقی کا مظاہرہ کرے تو) صبر سے کام لے اور بلاوجہ اس کی جانب سے بدگمانی کا اظہار نہ کرے۔

۞ اپنے جسم اور لباس کی پاکیزگی کا خیال رکھے۔

۞ دوران گفتگو اچھی باتیں کرے اور سوالات کے اچھے جواب دے۔

۞ بیوی کو اچھائیوں کا حکم دے اور برے کاموں سے روکے۔

۞ اگر بیوی، بیٹی کو جنم دے تو اس کے ساتھ بداخلاقی سے پیش نہ آئے اور تقدیر الٰہی کو اس سے منسوب نہ کرے۔

۞ اس سے کنارہ کشی نہ کرے۔

۞ بیوی پر واجب ہے کہ شوہر سے بداخلاقی نہ کرے اور غصے، تُرش روئی اور بدزبانی سے اسے دکھ نہ دے۔

۞ بیوی کے لئے مستحب ہے کہ کام کاج میں شوہر کی مدد کرے اور بالخصوص گھر کے امور اور غذا کی تیاری وغیرہ کی ذمہ داریاں سنبھال لے۔

۞ شوہر کو عزیز رکھے اور اس کی عزت واحترام میں کوتاہی نہ کرے۔

۞ شوہر کے علاوہ کسی اور کی خاطر بناؤ سنگار نہ کرے۔

۞ شوہر کی اجازت کے بغیر اس کا مال صدقے اور صلۂ رحمی کے طور پر بھی خرچ نہ کرے۔

۞ شوہر کی موجودگی اور غیر موجودگی میں اس کی آبرو کی حفاظت کرے۔

عورت اور مرد کے ان ضوابط پر کاربند ہونے سے ان کی زندگی خوشگوار ہو جاتی ہے اور ان کے گھر کی خوش بختی میں کوئی رخنہ نہیں پڑتا۔

تجربے سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ تقریباً تمام کی تمام جدائیوں اور خاندانوں کی پریشانیوں کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ عورت اور مرد اپنی ذمہ داریوں کو نہیں سمجھتے یا ان کی انجام دہی سے پہلوتہی کرتے ہیں۔

باایمان عورتیں اور مرد جو اپنے آپ کو احکام خداوندی انجام دینے کا مکلف سمجھتے ہیں وہ ان پر بے چوں وچرا عمل پیرا ہوتے ہیں اور نتیجے کے طور پر دنیا اور آخرت کی خوش بختی سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔ ۞۞۞